

## ہاں دکھا دے اے تصور.....

ابو عمرو بن نجید چوتھی صدی ہجری کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں، ایک مرتبہ سرحدات کی حفاظت کے لیے رقم ختم ہو گئی، امیر شہر نے اہل خیر حضرات کو ترغیب دی اور سر مجلس رو پڑے، ابو عمرو بن نجید نے دولاکھ درہم کی خفیہ رقم رات کے وقت اکراغیں دیدی، امیر نے اگلے دن لوگوں کو جمع کیا، تعاون کرنے والے ابو عمرو کی تعریف کی اور کہا کہ انھوں نے مسلمانوں کی بروقت بڑی امداد کی، لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی، جب ابو عمرو اسی مجلس میں کھڑے ہو کر فرمانے لگے ”وہ رقم میری والدہ کی تھی، میں نے دیتے وقت ان سے پوچھا نہیں تھا، جب کہ وہ راضی نہیں ہیں، لہذا یہ رقم واپس کر دی جائے“ امیر نے واپس کر دی، اگلی رات ابو عمرو دوبارہ وہ رقم لے کر حاضر ہوئے اور کہا کہ ”یہ رقم لے لیں لیکن اس شرط پر کہ آپ کے علاوہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ کس نے دی ہے“ امیر کی آنکھیں اشکبار ہوئیں، کہا ”ابو عمرو! تم اخلاص کی کس قدر بلندی پر ہو، (طبقات کبریٰ للسیکی، ج: ۳، ص: ۲۲۳)۔

”عموریہ“ روم کا سب سے مضبوط اور ناقابلِ تسخیر شہر تھا، مشہور عباسی خلیفہ ”معتصم باللہ“ نے اسے فتح کیا تھا، اس کے فتح کرنے کا بھی عجیب سبب ہوا، ابن اثیر نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الکامل“ میں لکھا ہے کہ ”معتصم“ اپنے دربار میں حسب معمول تحت پرینٹھا تھا، اسے آکر کسی نے یہ خبر دی کہ ”عموریہ میں ایک مسلمان ہاشمی عورت رومیوں کی قید میں ہے اور وہ چیخ چیخ کر اپنے مسلمان خلیفہ کو ”وامعتصما!“ ”وامعتصما!“ کہہ کر پکارتی رہتی ہے۔“

معتصم نے جیسے ہی یہ خبر سنی، ”لیک لیک“ کہتے ہوئے اٹھا، اسی وقت نفیر عام کا اعلان کیا، وصیت لکھی، لشکر جمع کیا، پوچھا ”رومیوں کا سب سے مضبوط شہر کون سا ہے؟“ کہا گیا ”عموریہ، رومیوں کا ایک ناقابلِ تسخیر شہر ہے، مسلمان آج تک اس کی طرف نہیں بڑھے، رومیوں کے نزدیک عموریہ، قسطنطنیہ سے بھی زیادہ عزیز ہے۔“ معتصم لشکر لے کر خود عموریہ کی طرف بڑھا اور ۵۵ دن کے محاصرہ کے بعد اسے فتح کیا۔ (الکامل لابن اثیر، ج: ۵، ص: ۲۴۷)

عموریہ کے محاصرہ کے دوران ایک شخص دیوار پر کھڑا ہو کر..... العیاذ باللہ..... نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا تھا، مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر تکلیف کی بات اور کیا ہو سکتی تھی، ہر مجاہد کی خواہش تھی کہ اس منحوس کے ہلاک کرنے کی سعادت اس کے حصے میں آئے لیکن وہ تیروں اور حملوں کی زد سے محفوظ ایسی جگہ کھڑا ہوا تھا جہاں سے اس کی آواز تو سنائی دیتی تھی لیکن اسے موت کے گھاٹ اتارنے کی تدبیر سمجھ میں نہ آتی تھی، یعقوب بن جعفر نامی ایک شخص لشکر اسلام میں ایک بہترین تیر انداز تھا، اس ملعون نے جب ایک بار دیوار پر چڑھ کر شان رسالت میں گستاخی کے لیے منہ کھولا، یعقوب گھات میں تھا، تیر پھینکا جو سیدھا جا کر اس کے سینے سے پار ہوا، وہ گر کر ہلاک ہوا تو فضا نعرہ ہائے تحمیر سے گونج اٹھی، یہ مسلمانوں کے لیے بڑی خوشی کا واقعہ تھا، معتصم نے اس تیر انداز مجاہد کو بلایا اور کہا ”آپ اپنے اس تیر کا ثواب مجھے فروخت کر دیجئے“ مجاہد نے کہا ”ثواب بچا نہیں جاتا، کہا ”میں آپ کو ترغیب دیتا ہوں“ اور ایک لاکھ درہم اسے دیئے، مجاہد نے انکار کیا، خلیفہ نے پانچ لاکھ درہم اسے دیئے، تب وہ جانباز مجاہد کہنے لگا:

”مجھے ساری دنیا دیدی جائے تو بھی اس کے عوض اس تیر کا ثواب فروخت نہیں کروں گا البتہ اس کا آٹھواں ثواب بغیر کسی عوض کے میں آپ کو بہرہ کر دیتا ہوں۔“ معتصم اس قدر خوش ہوا گویا اسے ایک جہاں مل گیا ہو، معتصم نے پھر پوچھا ”آپ نے تیر اندازی کہاں سیکھی ہے؟“ فرمایا: ”بھرہ میں واقع اپنے گھر میں“ معتصم نے کہا: ”وہ گھر مجھے فروخت کر دیں“ کہنے لگا ”وہ رمی اور تیر اندازی سیکھنے والے مجاہدین کے لیے وقف ہے (اس لیے اسے فروخت نہیں کیا جاسکتا)“ معتصم نے اس جانباز مجاہد کو ایک لاکھ درہم انعام میں دیئے۔ (تعلیقات رسالۃ المسترشدین للشیخ عبدالفتاح ابی غدہ، ص: ۲۳۹)

اخلاص و اللہیت کے پیکر اور دنیا کے ظلمت کدو میں ایمانی زندگی کی شمع روشن کرنے والے سر بخت مجاہدین کا یہ وہ قافلہ تھا جس نے انسانیت کے سامنے اسلامی تعلیمات کی ابدی صداقتوں کی راہ میں رکاوٹ بننے والے خاشاک غیر اللہ کو جٹانے کے لیے اسلام کی بلند قدروں کی صحیح تصویر پیش کی، نتیجتاً امن و آشتی اور عدل و انصاف کا حامل دین اسلام، ابرہہ رحمت من کر پورے عالم پر چھا گیا اور اس کے برکات و ثمرات سے کائنات کا ذرہ ذرہ روشن و منور ہوا۔

آج مسلمانوں کے لئے پئے کاروان کو ابو عمرو بن نجید اور یعقوب بن جعفر جیسے جانباز مخلصین کی کس قدر حاجت ہے، ایک مسلمان خاتون کی پکار پر لیک کہنے والے معتصم جیسے خلیفہ نے آج عالم اسلام کو کتنی ضرورت ہے، بلوئینا، فلسطین، برما، کشمیر، چیچنیا..... اور جانے دنیا کے کتنے خطے ہیں اور روئے زمین کے نقشے پر عہد جدید کے کتنے عوریں ہیں جہاں کی فضاؤں میں اسلامی تہذیب کے نشیمن کے ایک ایک تنکے پر جلیاں گرائی جاتی ہیں، جہاں کے خلاؤں میں مسلمانوں کے خاکستر کو صرف اس لیے بھیرا جاتا ہے کہ کہیں اس میں چنگاریاں پوشیدہ نہ ہوں، جہاں مسلمان ماؤں، بسنوں کی دردناک صدائیں بلند ہو رہی ہیں، جہاں کے سناٹوں میں ان کی المناک فریادیں گونج رہی ہیں، جہاں کی وسعتوں میں ان کی عصمتوں کی چادر تار تار تیر رہی ہے، جہاں جہاں جہاں..... لیکن آہ! آج کوئی معتصم نہیں جو نفیر عام کا اعلان کرے، جو ان کی اشک شوئی کرے، جو ان صدائوں پر ”لیک لیک“ کہتے ہوئے بے چین ہو جائے، جو بچے دنوں کو لوٹا دے، گزری تاریخ کو دہرا دے۔

ہاں دکھا دے اے تصور! پھر وہ صبح و شام تو

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو